مفتی ذاکر حسن نعمانی*

احسان وسلوک سے پیر پرستی، دنیا پرستی اور عیش پرستی تک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تزکیہ نفس کا جو مبارک سلسلہ چلا ہے، اس کو صوفیاء کرام تصوف اور احسان کے نام سے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ الحمد للہ ہر دور میں بے شمار مقدس ہستیاں موجود رہیں، اور اب بھی موجود ہیں، جو خلق خدا کو رشد و ہدایت کی دولت سے مالا مال کرتی رہتی ہیں۔ صوفیاء کرام کا مقصد لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تعلق استوار کرنا اور اخلاص سکھانا ہوتا ہے، اس کے بارے میں صوفیاء انتہائی مخلص ہوتے ہیں، آہستہ آہستہ حلقہ ارادت بڑھتا چلا جاتا ہے، تو مرید کے طعام و قیام کا بندوبست بھی کرنا پڑتا ہے، اس لیے کہ مہمان اور خاص کر اللہ تعالیٰ کے مہمان کا اکرام بھی ضروری ہے۔

دوسری طرف اسلام نے تحفہ و ہدایا کی بھی ترغیب دی ہے، تھادوا تحابوا کہ ایک دوسرے کو ہدایا دینے میں آپس میں محبت بڑھتی ہے۔ پھر پیر و مرشد کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا تو عین سعادت سمجھا جاتا ہے اور اگر پیر و مرشد متبع سنت ہوتا ہے تو وہ ان ہدایا کو جمع نہیں کرتا بلکہ واردین اور آنے والوں کا ان کے ذریعے اکرام کرتا ہے، گویا صحیح پیر و مرشد حضور ﷺ کی اتباع کی وجہ سے انتہائی سخی ہوتا ہے، جس کے دسترخوان پر ہر قسم کے کھانے، پھل اور دیگر نعمتیں چنی جاتی ہیں۔ اولیاء کرام کے حالات میں ان کی سخاوت کے قصے مشہور ہیں: حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشہور مبلغ عالم کا مدینہ منورہ میں مشہور دسترخوان تھا، تمام عمر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرح گزاری، جو آیا سب کچھ لوگوں کو کھلا دیا۔ بعض اوقات بعض اولیاء کے ہاں حلقہ ارادت کی وسعت کی وجہ سے لنگر شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ پھر پیر صاحب کے لنگر میں بڑے بڑے رئیس دال، ساگ کو برکت کے حصول اور سعادت کے لیے تناول فرماتے ہیں اور پیر و مرشد کا مقصد لوگوں کی اصلاح اور آخرت کا راستہ دکھلانا ہوتا ہے۔ جب پیر و مرشد صاحب کی زندگی کا چراغ ٹمٹمانے لگتا ہے تو مریدین کو پیر صاحب کا خلیفہ تلاش کرنے کی ضرورت پڑتی ہے تا کہ رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہے۔ جب پیر صاحب کا انتقال ہو جاتا ہے تو اسی نائب اور خلیفہ کے ساتھ دینی تعلق و ربط جوڑ لیتے ہیں تا کہ اس سلسلہ کا انقطاع نہ آئے، یہ خلیفہ بھی کبھی پیر کا بیٹا ہوتا ہے چونکہ بیٹے میں اہلیت ہوتی ہے، والد بزرگوار کا تربیت یافتہ ہوتا ہے، کبھی باپ زندگی میں اس کو خرقہ خلافت عطا کر دیتے ہیں یا پھر مردم شناس مریدین اس کو باپ کی مسند پر بٹھا دیتے ہیں، اس طرح باپ کے بعد بیٹا ولی ابن ولی ہوتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوریؒ کے بعد ان

* استاذ حدیث و تخصص جامعہ عثمانیہ پشاور

کا بیٹا حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ تھا، جس نے خلق خدا کی خوب روحانی آب یاری کی۔ حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد ان کا بیٹا حضرت مولانا عبیداللہ انور ان کا صحیح جانشین تھا، جس نے باپ کے علمی اور روحانی سلسلے کو بطریق احسن آگے بڑھایا۔ شاہ عبدالرحیم دہلوی کے بعد حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے بعد ان کے چار بیٹے شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر، شاہ عبدالغنی اور شاہ رفیع الدین آئے پھر ان کے بعد ان کا پوتا شاہ اسماعیل شہید تھا۔

کبھی یہ سلسلہ اولاد سے باہر منتقل ہو جاتا ہے اور عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایک پیر کے مُجاز خلفاء روئے زمین میں پھیل جاتے ہیں اور خلقِ خدا ان سے مستفیض ہوتی ہے۔ مثلاً: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بڑے بڑے علماء مرید تھے، اسی طرح حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ دیکھ لیں ان کے بھی بہت بہت بڑے بڑے خلفاء گزرے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صحیح پیر و مرشد کی گدی پر نااہل بیٹا گدی نشین ہو جاتا ہے۔ نااہل لوگ اس کی دستار بندی کر دیتے ہیں، کبھی سمجھ دار اور جاننے والے لوگ نااہل اولاد کو خلیفہ اور گدی نشین بنا دیتے ہیں، حالانکہ ضروری نہیں کہ بڑی گدی کا گدی نشین بڑا آدمی بن جائے۔ مشہور پشتو شاعر کے ایک شعر کا مفہوم ہے کہ کعبۃ اللہ کی بزرگی میں کوئی شک نہیں لیکن اگر گدھا خانہ کعبہ کا طواف کر لے تو کوئی بھی اس کو حاجی نہیں کہتا وہ اسی طرح گدھا رہے گا۔ نااہل کا گدی نشین بنانا ایسا ہے جیسے گدھے کو گدی نشین کرنا ہوتا ہے۔ یہ نااہل اپنی نااہلی کی وجہ سے عیاشانہ زندگی کی طرف مائل ہو جاتا ہے، تحفہ وتحائف اور دولت کی ریل پیل ہوتی ہے۔ آہستہ آہستہ دولت جمع کرتے کرتے دولت پرست بن جاتا ہے، اس کو پھر عالی شان کوٹھی اور قیمتی پجارو کی فکر ہوتی ہے، کمرہ در کمرہ میں خلوت گاہ بنا لیتا ہے، نیم اور مدہم روشنی میں نرم نرم گدوں اور بستروں پر استراحت کے ساتھ بیٹھ کر لمبی تسبیح کے دانے پھیر کر، نادان مریدوں کو رام کرتا ہے۔ ان کو مال و اولاد کی برکت اور عہدے کی ترقی کی دعا دیتا ہے اور اس کے لیے مختلف قسم کے تعویذ بھی دیتا ہے تاکہ ان نادانوں کا آنا جانا موقوف نہ ہو۔ ان مریدوں کی اصلاح ہو یا نہ ہو، آخرت بگڑے یا سنورے، اس سے پیر کو کوئی سروکار نہیں۔ اسی طرح اسی خلوت گاہ میں بعض خاص مرید پیر صاحب کے سامنے باادب بیٹھے ہوں گے جن کا ایک شانہ وقفوں کے ساتھ ہلتا ہے اور دل دھڑکتا ہے اور کبھی بالکل بے حال ہو کر لوٹ پوٹ ہو جاتے ہیں، نووارد مرید یا زائر یہ کیفیت دیکھ کر پیر صاحب کو بڑا موٴثر اور صاحب کرامت سمجھتا ہے، حالانکہ ان نام نہاد گدی نشینوں میں بعض کی صورت وسیرت مکمل خلاف سنت ہوتی ہے۔ پھر اسی خلوت گاہ میں پیر صاحب کی زیارت کے خاص اوقات بھی ہوتے ہیں، زائر کو کئی کمروں سے چھوٹے چھوٹے دروازوں سے جھک کر گزرنا پڑتا ہے۔ خلوت اچھی چیز ہے، ایسی خلوت گاہ بنانے میں جائز وناجائز کی بات نہیں کر رہا لیکن اتنا ضرور ہے کہ حضور ﷺ کے رنگ میں صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم رنگے ہوئے تھے اور اتنی سادہ زندگی تھی کہ نووارد کو پوچھنا پڑتا تھا کہ آپ حضرات میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟

لیکن ان نام نہاد پیروں کی خلوت گاہ میں ممتاز گدی بزبان حال کہتی ہے کہ حضرت صاحب یہی گدی نشین ہیں، ادب واحترام کی بات الگ ہے سارا دین ادب ہے، انبیاء اکرام اور صوفیاء کا ادب مشہور ہے اس ادب وعزت کی مثال پیش کرنا مشکل ہے وہ ہمارا دینی ورثہ ہے۔ لیکن ان خلوت گاہوں میں جو کچھ ہوتا ہے وہ ازراہ ادب نہیں بلکہ پیر صاحب کی ایک امتیازی شان ومقام کو برقرار رکھنے کے لیے ہوتا ہے۔ جب کبھی کسی کام سے خلوت گاہ سے باہر نکلتا ہے تو ایسے لباس اور نقاب میں نکلتا ہے کہ چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے۔ تاثر یہ دیتے ہیں کہ دنیا کی آلودگیوں سے نظر بچی رہے کہیں بری چیز پر نظر نہ پڑ جائے، حالانکہ پرتکلف لباس، پرتکلف کھانے اور پرتکلف نشست وبرخاست روزانہ کا معمول ہوتا ہے۔ ان باتوں پر شرعی نکتہ نگاہ سے تبصرہ نہیں کرتا، صرف حیاۃ الصحابہ کا مطالعہ کر کے صحابہ کرام کی زندگی دیکھیں، حکایات اولیاء پڑھ لیں، ان کے حالات وواقعات دیکھیں، پڑھ کر ایمان تازہ ہو جاتا ہے، دین پر عمل نصیب ہوتا ہے، دین کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، اور یہ پیر صاحبان پرتکلف اور پرتعیش زندگی کے ساتھ اپنے من گھڑت، جھوٹے خواب اور کشف وکرامت کا تذکرہ بھی خود کرتے ہیں، کبھی مریدوں سے کرواتے ہیں، اسی طرح ایک پیر صاحب کو ایک مرید نے مزاحا کہا، آج رات آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہری (سبز) لنگی کے ساتھ براق پر سوار جنت کی سیر کر رہے تھے، پیر صاحب یک دم رو پڑے کہ اب بھی یہ لوگ مجھے نہیں مانتے۔ کبھی مختلف علاقوں میں ایجنٹ پھیلا کر ان کے ذریعہ پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ فلاں پیر منجھے ہوئے بزرگ ہیں، ہر وقت لوگوں کا تانتا بندھا رہتا ہے، ہر قسم کا مریض شفایاب ہوتا ہے، حالانکہ یہ پیر صاحب خود بیمار ہو کر لندن کا رخ کرتے ہیں اور یہاں لاعلاج مریضوں کا علاج بھی کرتے ہیں۔

اسی طرح ان خلوت گاہوں میں اجنبی عورتوں کے ساتھ ملاقاتیں بھی ہوتی ہیں۔ ان بدبخت، دولت پرست ونام نہاد پیروں نے امت کے اس ناقص العقل طبقہ کی نہ صرف دولت لوٹی بلکہ بعض تو ان کی عزت بھی لوٹ لیتے ہیں۔ جعلی پیر ایسا ہی کرتے ہیں، ایک جگہ رمضان المبارک کی افطاری پر مدعو تھا، عالم آن لائن ٹی وی پروگرام میں ایک پیر صاحب لوگوں کے روحانی مسائل کے جوابات دے رہے تھے ایک عورت کے سوال کا جواب دیا، اس عورت نے ٹیلفون پر کہا کہ گھر میں صرف میں اور ایک جوان بیٹی ہے اور ہمارا کوئی نہیں۔ کراچی کے پیر صاحب نے فوراً اپنا ایڈرس دے دیا کہ آپ باپردہ ہمارے ہاں تشریف لائیں۔ جب آن لائن بات ختم ہوگئی تو اب عورت اور اس کی جوان بیٹی کو پردہ میں آنے کی دعوت دینے کا کیا مطلب ہے؟ آگے چل کر ان جعلی پیروں کے چند واقعات ذکر کروں گا۔ الحاصل پیر صاحب جھوٹے کشف وکرامات بیان کر کے اپنی پیری کو قائم کرتا ہے، اور مرید یہ واقعات سن کر سارا اعتقاد ان پر جما لیتے ہیں، اللہ اور رسول ﷺ کی بات پر پیر صاحب کی بات کو ترجیح دیتے ہیں اس لیے ان پیر صاحب کا مقام بڑا بلند ہے۔ مثلاً پیر صاحب نے کوئی وظیفہ بتلا دیا ہے تو اس کا ورد پابندی سے جاری تو رکھتے ہیں لیکن فرض نماز میں غائب رہتے ہیں۔ ان کی صحبت میں خود شریعت کی پابندی یا دوسروں سے پابندی کروانا مفقود ہوتی ہے۔ نہ پیر صاحب جماعت سے نماز پڑھتا ہے نہ مرید۔ کیونکہ ان کے نزدیک اصل چیز کشف وکرامات اور الٹے سیدھے احوال ہیں، پیر

صاحب کو بھی حاصل ہوں اور مرید صاحب کو بھی۔ اکمال الشیم میں لکھا ہے: ''کہ عوام کرامت اور خوارق یعنی عجیب باتوں کے بہت معتقد ہوتے ہیں، جس کے ہاتھ سے کوئی نئی بات صادر ہوتی ہے اس کو ولی جانتے ہیں، بلکہ ولایت کا معیار ہی عوام کی نظروں میں اسی پر ہے حالانکہ اصل کرامت شریعت پر استقامت اور اور نفس کی بری خصلتوں سے صفائی ہے۔ اس غلطی کو شیخ زائل فرماتے ہیں کہ یہ بات کچھ ضرور ہے کہ جس شخص میں خوارق وکرامات ہوں اس کے نفس کو آفات یعنی امراض باطنیہ واخصال رزیلہ سے پوری خلاصی ہوگئی ہو اس لیے کہ بعض مرتبہ کرامت اس شخص کو بھی مل جاتی ہے جو ایمان اور اتباع شریعت میں پوری طرح پختہ نہیں ہوتا اور اس کا نفس پاک نہیں ہوتا بلکہ غیر مسلم کے ہاتھ سے بھی استدراج کے طور پر خوارق ظاہر ہوتے ہیں تو یہ خوارق وکرامات قابل اعتماد چیز نہیں۔ اصل چیز استقامت دین ہے اور نفس کا تزکیہ وتصفیہ ہے۔'' (صفحہ: ۲۲۸)

پیر کا کام یہ نہیں کہ کشف وکرامات بیان کر کے لوگوں کو اپنا معتقد بنائے، ارشار باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ (آل عمران)

ترجمہ: ''کسی بشر سے یہ بات نہیں ہوسکتی کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب اور فہم اور نبوت عطا فرمادیں پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے کہ میرے بندے بن جاؤ، خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر۔ لیکن کہے گا کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ والے بن جاؤ۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرشدین اور دینی پیشواؤوں کے لیے مناسب نہیں کہ اپنے حلقہ ارادت وپیروکاروں کے سامنے اپنی عبادت، ریاضت اور کشف وکرامات کے تذکرے کر کے اُن پر اپنی حیثیت ومقام ظاہر کر کے ان کے دلوں میں رعب وہیبت بٹھائے اور اپنی ذات پر اعتقاد مضبوط کرائے۔ بلکہ عقیدت مندوں اور پیروکاروں کا تعلق اللہ سے جوڑے ان کو اللہ کی بندگی سکھلائے۔

غلط پیروں کی بعض نشانیاں:

دولت پرستی یعنی دنیا پرستی: پیر صاحب کی زندگی کی طرف دیکھیں، فوراً پتہ چل جاتا ہے، اس کے اموال پر نظر رکھیں اور پھر دیکھیں اگر مالدار ہے تو مال کے حقوق کیسے ادا کر رہا ہے، اگر مال کے ساتھ دین داری ہے تو فبہا۔ اموال زیادہ ہیں، قیمتی کاریں، عالی شان کوٹھیاں، بینک بیلنس اور جائیدادیں ہوں اور مال کا حق بھی ادا نہ کر رہا ہو تو سمجھ لو کہ دنیا پرست ہے۔ دیکھ لو! گدی نشین اور ان کی اولاد اس دولت کے ذریعے کیسے مزے اڑا رہی ہے۔

عوامی شہرت: جس پیر کے اردگرد عوامی حلقہ ہو، عوام میں چرچا ہو صرف امراء کبراء آتے جاتے ہوں، سمجھ لو! کہ صحیح پیر نہیں۔ غلطی سے ایک آدھ عالم کا تعلق اس سے جڑ جائے تو اس کا اعتبار نہیں۔ صرف عوام میں شہرت اور مقبولیت پیر صاحب کے غلط ہونے کی نشانی ہے۔

علماءِ حق سے بے تعلقی: جس پیر صاحب کا علماءِ حق سے ربط وتعلق نہیں، علماء کی تائید اس کو حاصل نہیں، سمجھ

ا کہ جس کیساتھ حضورﷺ کے ورثاء کا تعلق نہ ہو، انکی محبت نہ ہو، ان کی تائید حاصل نہ ہو یہ غلط پیر ہے۔ اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبولیت کی نشانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خواص کے دلوں میں اس ولی کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ اول اللہ اپنے نیک بندے سے محبت کرتے ہیں پھر حضرت جبرئیل سے کہتے ہیں وہ بھی اس سے محبت کرتا ہے اسی طرح یہ سلسلہ زمینی فرشتوں تک پہنچ جاتا ہے پھر زمین کے فرشتے پھر وارثان انبیاء اکرام کے دل میں اس ولی کی محبت کا القاء کرتے ہیں

خلاف شریعت کام کرنے والا: جس پیر کی زندگی خلاف شریعت ہے، نماز روزے کا پابند نہیں، کبھی داڑھی بالکل غائب یا خلاف سنت زندگی بسر کرتا ہے سمجھو غلط پیر ہے۔

حلقہ مریدین: پیر کے مریدوں سے پتہ چلتا ہے کہ پیر صحیح ہے یا غلط۔ صحیح پیر کے مرید شریعت کے پابند ہوتے ہیں، ان پر دینی رنگ چڑھا ہوا ہوتا ہے، پیر صاحب کی نیک صحبت میں رنگے جاتے ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے عام مرید بھی تہجد گزار ہوا کرتے تھے۔ سب صحابہ کرام علیہم السلام حضورﷺ کے مرید تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مرید بھی تھے اور مراد بھی، سب صحابہ کرام کی پاکیزہ زندگیوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی اور مقام معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے پیر و مرشد کے نیک اور اچھے اثرات مریدین کی طرف ضرور منتقل ہوتے ہیں، اپنے پیر اور مرشد کے رنگ میں رنگے ہوتے ہیں۔ میں جب کسی بزرگ کو دیکھتا ہوں کہ جماعت کی نماز کا پابند ہے اور اس کے دل میں دنیا کی محبت نہیں تو پھر اس کی بزرگی کو ضرور تسلیم کرتا ہوں۔

پھر اس غلط پیری مریدی سے جعلی پیروں کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ جن کا کام صرف لوگوں کے اموال اور عزت و ناموس کو لوٹنا ہے۔ عام لوگ ان کو نہیں جانتے، خاص کر متوسط طبقہ کی عورتیں ان کی طرف بہت زیادہ رجوع کرتی ہیں، معمولی پریشانی پیش آئی، گھر میں جھگڑا ہوا، بیٹا بات نہیں مانتا، فلاں کو نوکری نہیں ملتی، کسی نے کچھ کیا ہوا ہے، جادو کا اثر ہے، ان تمام دکھوں کے مداوا کے لیے خواتین کبھی اپنے مردوں کے ساتھ ان جعلی پیروں کی طرف جاتی ہیں کبھی ان کے گھر کے مردوں کو پتہ تک نہیں چلتا اور یہ پیر صاحب کی زیارت اور طواف کر کے آجاتی ہیں۔ عورتوں کی عقل اور تجربہ ناقص ہوتا ہے، ضعیف الاعتقاد بہت زیادہ ہوتی ہیں، پیر صاحب کے تعویذ، گنڈوں اور بتائی ہوئی ترکیب پر بڑا اعتقاد ہوتا ہے، جعلی پیر کے غلط ہتھکنڈوں کو نہیں سمجھ سکتیں، گھر سے اس نیت سے نکلتی ہیں کہ امیدیں بھر آئیں گی، امید پوری ہوگی یا نہیں لیکن خاوند کا مال لٹا چکی ہوتی ہیں، اور کبھی تو بعض بدقسمت عزت بھی لٹا دیتی ہیں، جس کا تذکرہ مارے خوف کے کر ہی نہیں سکتیں اور یا پھر بدکردار بن جاتی ہے۔

ان پیروں کے نام بھی بڑے عجیب ہوتے ہیں: ڈبہ پیر، ننگا پیر، منگا پیر، بکرا پیر، دیوانہ بابا، نادان بابا، بنگالی بابا، سندھی بابا، کھوتے شاہ، طوطے شاہ، بلے شاہ وغیرہ۔ ان جعلی پیروں کے قصے اخبارات میں بھی آتے رہتے ہیں۔ سید اظہار حیدر رضوی اپنی کتاب ''معاشرہ اور جرائم'' میں لکھتے ہیں کہ مئی 1977ء میں ڈبہ پیر کا بڑا چرچا تھا، شکر گڑھ تحصیل کے سادہ لوح عوام سے سات ہزار روپے اینٹھنے کے بعد پشاور پہنچا، یہاں اس نے شیخ حسین بابا کے مزار پر چلہ

کاٹنے کا ڈھونگ رچایا، گردونواح کے لوگ مرید بن گئے۔ ایک مرید مقبول شاہ ٹھیکیدار بھی تھا۔ جس سے ڈبہ پیر ایک مرسڈیز کار اور مبلغ بائیس ہزار روپے لے کر فرار ہوگیا۔ ایک جعلی پیر اکبر علی شاہ تھا، جاہل اور ان پڑھ آدمی تھا، تعویذ گنڈے کا کاروبار کرتا تھا، خود کو ڈبہ پیر کا استاذ کہتا، مئی 1977ء میں پولیس نے ایک خوبصورت جوان عورت مسماۃ ممتاز کو اس کے حجرے سے برآمد کیا حالانکہ مشہور تھا کہ ممتاز وفات پا چکی ہے۔ ایک بنگالی بابا خوبصورت لڑکیوں کو مرادیں بر لانے کا جھانسہ دے کر انہیں برہنہ کر دیتا تھا۔ ایک لڑکی بھاوج اور شوہر سے روٹھ کر میکے گئی، لڑکی کی والدہ کے ساتھ بنگالی بابا کے پاس پہنچ گئی۔ اس نے پانچ سو روپیہ لیا۔ اس طرح بنگالی بابا اس کو ایک مخصوص کمرے میں لے گیا۔ اس کمرے میں انسانی کھوپڑیاں اور ہڈیاں پڑی تھیں۔ بنگالی بابا نے کہا کہ وہ ایک مردہ کی کھوپڑی پر ہاتھ رکھے، لڑکی نے جیسے ہی کھوپڑی پر ہاتھ رکھا تو اس سے اچانک شعلہ لپکا، لڑکی سہم گئی، بنگالی بابا نے شور مچایا تو مر جائے گی یہ کہہ کر بنگالی بابا نے اندر سے دروازے کی چٹخنی لگا دی۔ لڑکی سے کہا برقعہ اور کپڑے اتار دو، کپڑے اتارنے پر لڑکی ہچکچائی، بابا نے خوف زدہ کیا، مجبوراً کپڑے اتار دیے، چند لمحے بعد عورت کو فرار کا موقع مل گیا کپڑے پہن کر بھاگ گئی، راستے میں تھانیدار ملا جو اسے اچھرہ تھانے لے گیا اور لڑکی کے بیان پر بنگالی بابا گرفتار ہوئے۔ ایک ثقہ مولوی صاحب نے قصہ سنایا، ایک بنگالی اپنے پیر سے بدظن ہوکر کہنے لگا کہ پیر صاحب کہتے ہیں کہ اپنی بیوی میرے پاس لاؤ، میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں۔ بنگالی مرید نے پوچھا، کیوں! تو پیر صاحب کہنے لگے میں جب اس کو دیکھ کر پہچان لوں تو قیامت کے دن اس کی سفارش کرسکوں گا، اگر میں نے اس کو نہ دیکھا ہو تو قیامت کے دن اس کی سفارش کیسے کروں گا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ بنگالی مرید نے انسان نما درندہ پیر کو خیر باد کہہ دیا۔ پشاور نوتھیہ بازار میں سندھی بابا ہوتے تھے، میں نے ان کو دیکھا تھا خوب ہٹا کٹا تھا، آگے پیچھے شرم گاہ پر کپڑا لپیٹا ہوتا تھا باقی بالکل ننگا ہوتا، اس کے اردگرد ہمیشہ چرسیوں کا ایک حلقہ ہوتا تھا، ہمیشہ آگ جلتی رہتی تھی، لوگ اس کے مرید تھے، بعض کم فہم لوگوں سے سنا تھا کہ نوتھیہ بازار اس نے تھام رکھا ہے۔ گویا پوری دنیا کا قیوم اللہ ہے اور نوتھیہ کا قیوم سندھی بابا، (العیاذ باللہ) لوگ اس کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ایک صاحب نے مجھ سے کہا اس کی کرامت یہ ہے کہ گندے نالے کا پانی پی جاتا ہے میں نے کہا کہ یہ پانی تو کتا بھی پیتا ہے پھر کتا بھی با کرامت ہوا۔ سندھی بابا اب مر چکا ہے اس کی قبر مجھے معلوم نہیں ممکن ہے کم فہم، جاہل اور بے خبر لوگوں کے لیے مزار بن چکا ہو۔

لوگوں کی بھی عجیب حالت ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے قطعی اور یقینی وعدہ پر یقین نہیں اور جاہل اور جعلی پیروں کے پر فریب، جھوٹے دعوؤں اور وعدوں پر یقین کر کے ان کے بتائے ہوئے من گھڑت، غلط اور خلاف شرع امور پر عمل کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اس کے رسول کی صحیح اطاعت سے دین و دنیا کے مسائل حل ہوتے ہیں۔

حکومت کی ذمہ داری: ہمارے ملک میں جاہل اور جعلی پیروں اور تعویز فروشوں کے مشہور اڈے ہیں، عوام وخواص اور حکومتی اہل کاروں کو بھی معلوم ہیں۔ گورنمنٹ کو چاہیے کہ ان دنیا پرست، عیش پرست اور بے رحم انسان نما، حریص درندوں سے ملک وقوم کو نجات دلائے۔